تحقیقی مجلہ ارمغانِ سرحد

(Research Journal: Armaghan-e-Sarhad) (Vol:1, Issue:2, 2024) جلد۱، شمارہ ۲، جولائی تا دسمبر ۲۰۲۴ء

شعبہ اردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

تحقیقی عمل میں استفساراتِ تحقیق: نوعیت اور اہمیت

Research Questions in the Research Process: Nature and Significance

ارشد انور

استادِ اُردو، خوشحال خان کیڈٹ کالج نوشہرہ

Arshad Anwar
Lecturer of Urdu, Khushal Khan Cadet College Nowshera

Abstract:

The research process emerges from numerous factors, progressing through several stages from the selection of a topic to the final submission of the dissertation. Among these stages, the presentation of the research outline holds significant importance after the topic selection. The research outline consists of several key components, one of which is the research questions. In research, questions are categorized into two types. The first type includes questions that are part of quantitative or psychological critique, primarily concerning the provision of data, with a focus on the public. The second type comprises questions aimed at achieving the objectives of the research within the framework of the outline. This paper, titled **"Research Questions in the Research Process: Nature and Significance,"** addresses the second category. The paper draws from various works that focus on research and research outlines. It is an attempt to fill a gap in the literature and serves as a step toward simplifying the research journey for novice researchers.

Keywords: Research, Research Paper, Research Outline, Research Questions, Types of Research, Research Findings

انسانی دائمی طور پر متجسس ہے۔ جس شے کو دیکھتا ہے اس کے متعلق سوچنا شروع کر دیتا ہے۔ پھر اس کے متعلق اس کے ذہن میں مختلف مسائل کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ ان مسائل کو کبھی مرتب کرنا شروع کر لیتا ہے تو گاہے اس کو نظر انداز بھی کرتا ہے۔ ان مسائل کی مرتب کردہ شکل کے نتیجے میں فرضیہ بناتا ہے۔ تاہم یہ فرضیہ کوئی لاشعوری عمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے پیچھے کچھ قواعد بھی کارفرما رہتے ہیں۔

انسان کا یہی دائمی تجسس آخر کار تحقیق کے لیے راہ ہموار کرلیتا ہے۔ آج کا دور بھی تحقیق ہی کا دور قرار دیا جا سکتا ہے بقول ڈاکٹر محمد حامد:

> "جدید دور تحقیق کا دور ہے۔سیارہ زمین پر زندگی روز بروز تبدیل ہوتی جارہی ہے۔۔۔اب فطرت کا ہر مظہر بار بار ٹٹول و تلاش کے مراحل سے گزارا جا رہا ہے اور نئی معلومات اور مفاہیم کے در وا کیئے جا رہے ہیں۔۔۔تجربیت اور معروضیت کا اطلاق ہر مبحث پر کیا جارہا ہے اور قابل توثیق نتائج حاصل کیے جا رہے ہیں۔"(۱)

بے شک جدید دور تحقیق کا دور ہے۔ لیکن جوں جوں یہ ترقی کرتا رہتا ہے س کی راہیں مزید کشادگی اختیار کر لیتی ہیں۔ تحقیقی عمل چند مراحل طے کر کے انجام دیا جاتا ہے۔ان میں پہلا مرحلہ انتخاب موضوع کا ہوتا ہے جہاں پر محقق کسی مئلے کے حل کو اپنا موضوع بناتا ہے۔موضوع کیسا ہونا چاہیے ؟ کیسا نہیں ہونا چاہیے؟ اس کی نوعیت کیا ہو؟ موضوع کو اپنے دسترس میں کیونکر لایا جا سکتا ہے ؟اس تفصیل کو سمجھنے کے لیے مختلف محققین نے اپنی آرا کا اظہار کیا ہے۔

موضوع کے بعد دوسرا اہم مرحلہ خاکہ بنانے کا ہے۔خاکہ دراصل اس ذہنی ترتیب کا نام ہے جو محقق ذہن میں کسی مسئلے پر کام شروع کرنے سے پہلے بناتا ہے۔(۲) خاکہ تحقیقی کام کی منصوبہ بندی کا نام ہے۔ عطش درانی کے مطابق:

> "عام طور پر تحقیقی تجویز تیار کرنے کو خاکہ سازی کہا جاتا ہے۔۔۔ گویا ایک کتاب کی تیاری کا عمومی نقشہ تیار کیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ کام اس سے بڑھ کر ہے۔"(۳)

خاکہ کے متعلق ڈاکٹر تحسین بی بی اپنی کتاب میں لکھتی ہیں:

> "خاکہ کے لغوی معنی "ایک ساتھ " نظر ڈالنا کے ہیں۔ تحقیق کے لیے کسی منتخب موضوع کو منتخب ابواب وفصول اور مباحث میں تقسیم کیا جائے تو اسے خاکہ یعنی اہم نکات (آوٹ لائن) کہا جائے گا۔"(۴)

وہ تحقیقی خاکے پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے لکھتی ہیں:

> "خاکہ کو عربی میں "خسطت" کہتے ہیں اور انگریزی زبان میں اسے synopsis یعنی "syn" کے معنی ہیں "ایک ساتھ" اور "Opsis" کے معنی دیکھنا کے ہیں۔اس کے ساتھ ہی اسے انگریزی زبان میں research proposal بھی کہا جاتا ہے۔یعنی کوئی تحقیقی تجویز پیش کرنا، رائے دینا یا تحقیقی پیشکش کرنا وغیرہ"(۵)

خاکہ ایک مسلسل عمل ہے۔ جو تحقیقی عمل کے ساتھ ترقی کرتا ہے۔ خاکہ کی اہمیت سے عام زندگی میں بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ تحقیقی عمل میں یہ ایک ایسی بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے جس پر تمام عمارت کی تعمیر خوش اسلوبی کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اگر یہی بنیاد کامیاب بنی تو تحقیقی عمل آسانی کے ساتھ سر انجام دیا جا سکے گا۔ جبکہ اگر اس میں خامی ہو یا کمزوری تو آیندہ کا عمل بھی کمزور ہو گا۔ اس لیے ڈاکٹر گیان اس کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"خاکہ بنانے کے بعد ذہنی طور پر مقالے کی ہیئت متعین ہو جاتی ہے۔ اس نقشے پر عمارت بنانا آسان ہے۔"(٦)

خاکہ اپنے اندر بھی کئی ذیلی عنوانات رکھتا ہے۔ اس کے مختلف یونی ورسٹیوں میں مختلف النوع Format ہوتے ہیں۔ لیکن عمومی طور پر یہ اجزاء کسی خاکے کے لیے لازمی سمجھے جاتے ہیں:

1۔ موضوع کا تعارف، ضرورت اور اہمیت وغیرہ۔

2۔ مسئلہ اور اس کا بیان

3۔ تحقیقی سوالات، جس کے جوابات تلاش کیے جائیں گے۔

4۔ فرضیہ لیکن بعض جامعات کے خاکوں میں یہ شامل نہیں ہوتا۔ عمومی طور پر بی ایس سطح کی تحقیق کے خاکوں میں شامل نہیں کرایا جاتا۔ فرضیہ مقرر کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ آپ کے موضوع سے وابستہ ہو۔

5۔ تحقیق کا دائرہ کار، تحدید اور حد بندی

6۔ پس منظری مطالعہ یا سابقہ تحقیقات کا مطالعہ

7۔ منہج تحقیق، آلاتِ تحقیق، ابتدائی مطالعہ اور اس کا استعمال

8۔ ابواب بندی۔ جس کو عموماً دو حصوں میں پیش کیا جاتا ہے اجمالی شکل جس میں صرف ابواب کے نام درج کئے جاتے ہیں اور تفصیلی شکل جس میں ابواب کے ذیلی اجزا و عنوانات بھی متعین کیے جاتے ہیں۔

9۔ مآخذ کا اندراج۔ اردو میں عمومی طور پر اے پی اے، ایم ایل اے، اور شکاگو سٹائل مستعمل ہے۔(۷)

خاکے کا یہی سارا عمل تحقیقی عمل کو آسان، منظم اور منصوبہ بند بناتا ہے۔ تاہم جس طرح عام زندگی میں سوال آدھا علم ہے۔ اس طرح تحقیقی عمل کے دوران اس کی اہمیت دگنی ہو جاتی ہے۔ تحقیقی عمل میں سوالات بھی دو نوعیت کے ہوتے ہیں۔ ابتداً وہ سوالات جو آپ کے بنیادی موضوع سے متعلق ہوں، جس کو مواد کی فراہمی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ان سوالات کو زیادہ تر نفسیاتی یا مقداری طریق تحقیق میں بروئے کار لایا جاتا ہے۔ ان سولات کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔

الف۔ سوالنامہ بنانا۔ جس میں ہر سوال کے سامنے ممکنہ جوابات درج ہوتے ہیں۔ ناظر کو ان میں سے کسی ایک کا چناؤ کرنا ہوتا ہے۔

ب۔ مصاحبہ / انٹرویو۔ جس میں ایک محقق کسی شخص یا اس کے رشتہ داروں کے ساتھ بیٹھ کر بالمشافہ اور واضح گفتگو کرے۔ اس قسم کے سوالات کی اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر ش۔ اختر لکھتے ہیں:

> "انٹرویو کے سلسلے میں سب سے اہم شے انٹرویو والے کی اپنی شخصیت ہوتی ہے۔ وہ ایک تکنیکی آدمی بن جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے سوالوں کو ترتیب دیتا ہے اور ان کے دائرے کو متعین کرتا ہے، اس کا معیار طے کرتا ہے اور پھر معیاری سطح پر ہی انھیں تحریر بھی کرتا ہے۔ اس عمل سے سکالر کے جمع کئے ہوئے مواد کی آسانی سے ترتیب ہو جاتی ہے اور پھر تجزیہ میں اسے کوئی دشواری نہیں ہوتی۔"(۸)

سوالات کی دوسری صورت وہی ہے جس کا تعلق براہ راست موضوع کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ خاکہ میں اس لیے پیش کیے جاتے ہیں کہ اپنے نتائج پانے میں آسانی ہو۔ اس قسم کے سولات کی بھی کئی صورتیں ہوتی ہے۔

پہلی صورت وہی ہے کہ محقق جو سوال اٹھاتا ہے کیا وہ اس کے نتائج سے متعلق ہے، یا اس کے جواب سے کوئی واضح نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔

دوسری صورت یہی کہ اس سوال کا تعلق آپکے بنیادی نتائج سے کتنا ہے۔ جیسا کہ اگر کوئی شخص "منٹو کے افکار پر" مضامین کے تناظر میں کام کرتا ہے تو اس کے لیے **کیا منٹو فحش نگار تھے؟، کیا منٹو زندگی سے بیزار تھے؟** وغیرہ جیسے سوالات کوئی اہم نتیجہ دے سکتے ہیں۔ حالانکہ فحاشی کا الزام یا بیزاری کا رنگ ان کی افسانہ نگاری کے حوالے سے تو اہم ہے لیکن ان کے مضامین میں طنز و مزاح کی چاشنی زیادہ ہے۔ سوالات اور نتائج کے تعلق کے حوالے سے ڈاکٹر عطش درانی یوں لکھتے ہیں:

> "وہ بنیادی سوال جس کا حل طلب کرنا مقصود ہے؟ یعنی آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں اور کیوں؟ کوشش کریں کہ مسئلہ علتی اور سوالیہ انداز میں جملہ کی صورت میں لکھا جائے۔"(۹)

سوالات اٹھانے کے حوالے سے بھی اس کی نوعیت الگ ہوتی ہے۔ تحقیقی سوال بنانا اور اس کے بنانے کا طریق کار تحقیقی عمل کو آسان بنانے میں معاون ہے۔ عمومی طور پر تین طریقوں سے سوالات قائم کئے جاتے ہیں۔

الف: ابتدا میں کیا لگا کر سوال اٹھایا جاتا ہے۔

ب: وسط میں کیونکر، کس طرح، کہاں تک کے الفاظ لگا کر سوال قائم کیا جاتا ہے۔

ج: سوالیہ لہجہ کے ذریعے سوال قائم کیا جاتا ہے۔

اول الذکر طریقے کا استعمال تحقیقی عمل میں کم مفید ہے کیونکہ اس سے تحقیق کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے۔ جیسے ایک محقق جو پریم چند کی حقیقت نگاری پر کام کرتا ہو۔ یہ سوال اٹھایا۔ **کیا پریم ساجی حقیقت نگار ہے؟** یا کوئی محقق راشد کی شاعری میں بغاوت پر کام کرتا ہو۔ یوں سوال اٹھائے۔ **کیا راشد ایک باغی شاعر ہے؟** تو اس کا جواب ہاں یا نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ سوال تحقیقی یا تحقیقی عمل میں سود مند نہیں ہوسکتے۔ عمومی طور پر یہ سوالات اثبات یا نفی میں ایک کے محتاج ہوتے ہیں ۔ جبکہ تحقیقی عمل دلائل کی بنیاد پر نتیجہ پیش کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ان سوالات کو اس طرح بھی پیش کئے جاسکتے ہیں۔ **پریم چند کیونکر ساجی حقیقت نگار ہے؟** یا راشد کے کی بغاوت کے ضمن میں یوں کہہ سکتے ہیں۔ **راشد کی شاعری میں بغاوت کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟**۔ اس پر تفصیلی بحث بھی ہوسکتی ہے۔ دلائل بھی قائم کئے جاسکتے ہیں اور واضح نتیجہ کے حصول میں بھی اہمیت کے حامل ہیں۔

ثانی الذکر سوالات بنیادی طور پر تحقیقی عمل میں اہم سوالات ہیں۔ اس قسم کے سوالات پر ہی تحقیق کی بنیادیں قائم کی جاتی ہیں۔ ان ہی پر طویل بحث کی جاسکتی ہے اور مطلوبہ نتائجِ تحقیق حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ جیسے کوئی ڈاکٹر وزیر آغا کی شاعری کے ثقافتی مطالعے کے ضمن میں یوں سوال اٹھائے: **وزیر آغا کی شاعری میں ثقافتی عناصر کی کیا نوعیت ہو سکتی ہے؟** اب ایک محقق کے لیے سب سے پہلے ثقافتی عناصر کی کھوج کرنا پڑے گی۔ بعد میں اس کو تقسیم کئے جائیں گے۔ ان کا اطلاق وزیر آغا کی شاعری پر کیا جائے گا۔ ان مراحل سے گزر کر کوئی محقق اپنے نتائج حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کرے گا۔

اس کے علاوہ اگر کوئی محقق علاقائی سطح پہ تحقیق کر رہا ہو۔ جس کا موضوع "**ضلع صوابی میں اردو ۱۹۰۰ء سے ۲۰۱۰ء تک**" تو اس کے لیے **کیا صوابی میں اُردو ہے؟** سوال زیادہ اہم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ اگر اس طرح سوال پیش کرے **ضلع صوابی میں ۱۹۰۰ء تا ۲۰۱۰ء اُردو میں کتنا کام ہوا ہے؟ ضلع صوابی اُردو ادب کا کیا مقام ہے؟ ضلع صوابی میں کونسی اصناف پروان چڑھے؟** مذکورہ سوالات ایک محقق کے لیے راہنما بھی ہو سکتے ہیں۔ اس سے تحقیق کے حدود میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ ان سوالات کے جوابات پانے میں دلائل بھی پیش کئے جاسکتے ہیں۔ ان دلائل کی تائید اور تردید بھی ہو سکتی ہے۔ اس کے ذریعے مثبت نتائج بھی اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

ثالث الذکر بنیادی طور پر سوالیہ لہجہ ہوتا ہے۔ جو تحقیقی نتیجہ کے لیے قائم کیا جاتا ہے۔ ایک محقق جب کسی موضوع پر سوال قائم کرتا ہے۔ اس پر بحث کرنا چاہتا ہے تو کبھی کبھار وہ بغیر کسی سوالیہ لفظ کے استعمال کے بھی یہی کام کر لیتا ہے۔ جیسے کوئی قدرت اللہ شہاب کی افسانہ نگاری پر کام کر رہا ہو اور اس طرح سوال قائم کرے "**قدرت اللہ شہاب کے فکری روابط کی بنیاد؟**" ایسی صورت میں وہ اس کھوج کے لیے تہیہ کر لیتے ہیں جو اس سوال کے ضمن میں اہم ہوتے ہیں۔

جس طرح عام زندگی میں سوال اہم ہوتے ہیں اس سے زیادہ تحقیقی عمل میں مثبت نتائج کے حصول کے لیے صحیح اور درست سوالات اہم ہوتے ہیں۔ جب کوئی سوال درست سمت میں موضوع سے متعلق ہو یا مطلوبہ نتائج کے حصول کی طرف رہنمائی کرتا ہو وہی محقق کے لیے اہم ترین مشعل راہ کا کام کرتا ہے۔ غلط یا بے سمت سوالات محقق کے کام کو غلط نتائج کی طرف لے کے جاتے ہیں اور تحقیقی عمل میں نقصان کا سبب بنتے ہیں۔

مقداری طریق تحقیق میں اوّل الذکر سوالات کام دے سکتے ہیں۔ لیکن ادبی تحقیق اور کیفیتی طریق میں اسکا عمل دخل کم ہوتا ہے۔ عمومی طور پر جہاں محقق کو معروضی راہ اختیار کرنا ہو تو وہ اوّل الذکر سوالات بروئے کار لاتے ہیں۔ ایک اچھا محقق سوال کی نوعیت پہ سوچتا ہے۔ اس کی باریکیوں کو جانچتا ہے۔ اس کی جوابات پر غور کرتا ہے۔ تب وہ سوال اپنے خاکے کا حصہ بناتا ہے۔ اس لیے ایک اعلیٰ تحقیقی خاکے میں سوالات کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔

ثانی الذکر کے مقابلے میں ثالث الذکر قسم سوالات کی جوابات پانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے موقع پر محقق کو نہ صرف جتن زیادہ کرنی پڑتی ہے بلکہ یہ کیفیتی تحقیق میں کارگر بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس طرح کے سولات اٹھانے والا اور جوابات ڈھونڈنے والا محقق تحقیق کے معیار کو ارفع سطح پہ رکھتا ہے۔

مقالہ ختم کرنے سے پہلے تحقیقی انٹرویو کی اقسام کے بارے میں کچھ غرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جس کا تعلق تحقیقی سولات سے ہے۔ لیکن یہ پہلی صورت سے متعلق ہے۔ انٹرویو کی کئی اقسام ہیں جن کا تذکرہ ہم یوں کر سکتے ہیں:

1۔ structured interview اس قسم کے انٹرویو سے پہلے سوالنامہ تیار کیا جاتا ہے۔ مخاطب کو جواب اثبات یا نفی میں دینا ہوتا ہے۔

Unstructured interview اس میں محقق / سائل کو بھی آزادی حاصل ہے۔ وہ معیاری اور غیر معیاری دونوں طرح کا سوالنامہ تیار کر سکتا ہے۔ جبکہ جواب دینے والا بھی ہر دورائے کا پابند نہیں ہوتا بلکہ بے محابا اظہار خیال کر سکتا ہے۔ لیکن محققین نے اس قسم کے انٹرویو کو وقت کی بربادی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

Focused interview اس کا مقصد خاص تحریری پہلو اور موضوع پر روشنی ڈالی جائے۔ اس میں سائل اپنے مقصد سے نہیں ہٹتا اور سوال نامہ بالکل واضح ہوتا ہے۔ اس میں سوالات میں آزادی ہوتی ہے۔

Clinical interview یہ فرد کے ان احساسات اور محرکات جو ان کی زندگی میں اہم ہو سے متعلق ہوتی ہے۔ یہاں مقصد واضح ہوتا ہے۔ یہ انٹرویو سائیکالوجی میں زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔

Nondirective اس میں براہ راست کوئی سوال نہیں پوچھا جاتا۔ بلکہ کسی شخص سے کسی موضوع پر بات کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے پھر اس سے اپنا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ (۱۰)

مذکورہ بالا اقسام کے علاوہ بھی کئی اقسام ہیں۔ لیکن یہ چند سوالات کی نوعیت کے حوالے کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ جو استفسارات تحقیق میں اہم کردار نبھاتا ہے۔ انٹرویو میں استفسارات کا یہی طریق کار محقق کے لیے مشعل راہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ تحقیقی عمل میں آسانی کا موجب ہے۔ انٹرویو کے علاوہ سوالات کی نوعیت میں مذکورہ باتوں کو ذہن نشین رکھنے سے تحقیق میں مثبت نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

مذکورہ مقالے سے ہم یہ نتائج حاصل کرتے ہیں۔

ا۔ خاکہ ایک معروضی عمل ہے۔

۲۔ تحقیق میں خاکہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔

۳۔ ایک اچھا خاکہ معیاری نتیجے کا حامل ہو سکتا ہے۔

۴۔ تحقیقی سوالات تحقیقی مسئلہ کے حل میں بڑا کردار ادا کرتا ہے۔

۵۔ معیاری سوالات سے معیاری نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

۶۔ انٹرویو بھی تحقیقی عمل کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔

حوالہ جات

ا۔ محمد حامد، ڈاکٹر سلمیٰ اسلم، ڈاکٹر، 'اردو تحقیق میں نمونہ بندی کی تکنیک کا استعمال: ایک جائزہ' مشمولہ مجلہ "دریافت" جلد ۱۵، شمارہ ۰۱، ۲۰۲۳ء، ص ۳۰-۳۱

۲۔ گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، لاہور: زبیر بکس، س۔ن۔ ص ۹۹

۳۔ عطش درانی، ڈاکٹر، لسانی و ادبی تحقیق و تدوین کے اصول، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن (۲۰۱۹ء) ص ۲۳۰

۴۔ تحسین بی بی، ڈاکٹر، جامعات میں اردو تحقیق اصول و طریق کار، پشاور: ایکسپرٹ گرافکس (۲۰۲۲ء) ص ۵۰

۵۔ تحسین بی بی، ڈاکٹر، جامعات میں اردو تحقیق اصول و طریق کار، پشاور: ایکسپرٹ گرافکس (۲۰۲۲ء) ص ۵۰

۶۔ گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن۔ لاہور: زبیر بکس، س۔ن، ص ۱۰۰

۷۔ عطش درانی، ڈاکٹر، لسانی و ادبی تحقیق و تدوین کے اصول، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن (۲۰۱۹ء) ص ۲۳۵

۸۔ سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اردو میں اصول تحقیق منتخب مقالات، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی (۲۰۱۴ء) ۹۹

۹۔ عطش درانی، ڈاکٹر، لسانی و ادبی تحقیق و تدوین کے اصول، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن (۲۰۱۹ء) ص ۲۳۷

۱۰۔ سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اردو میں اصول تحقیق منتخب مقالات، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی (۲۰۱۴ء) ۱۰۰

REFERENCES

1. Muhammad Hamid , Doctor, Salma Aslam ,Doctor "Urdu may Namona Bande ki teknik ka istemal:aik jaiza" Essay "daryaft "volume 15 shamar 01 2023 p 30.31
2. Gayan Chand, Doctor, Tehqeeq ka Fan. (Lahore: Zubair Books),P 99
3. Atash Durani ,Doctor, Lisani wo adbi Tehqeeq ky usool.(Islamabad: National Book Foundation ,2019),P 230
4. Tahseen BiBi, Doctor, Jamiat May Urdu Tehqeeq usool wo tariqekar. (Peshawar: expert grafix,2022),P 50
5. Tahseen BiBi, Doctor, Jamiat May Urdu Tehqeeq usool wo tariqekar. (Peshawar: expert grafix,2022),P 50
6. Gayan Chand , Doctor, Tehqeeq ka Fan. (Lahore :Zubair Books),P 100
7. Atash Durani , Doctor, Lisani wo adbi Tehqeeq ky usool.(Islamabad: National Book Foundation ,2019),P 235
8. Sultana Bakhsh, Doctor,Urdu may Usoole Tehqeeq Muntakhab maqalat. (Lahore:Magribi Pakistan Urdu Academy 2014), P 99
9. Atash Durani , Doctor, Lisani wo adbi Tehqeeq ky usool.(Islamabad: National Book Foundation ,2019),P 237
10. Sultana Bakhsh, Doctor,Urdu may Usoole Tehqeeq Muntakhab maqalat. (Lahore:Magribi Pakistan Urdu Academy 2014), P 100